

امام موسیٰ کاظمؑ اسوہ عبادت و استقامت

<?xml encoding="UTF-8?">

ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنی گہر بار زندگی کے دوران اثبات حق اور رہبری امت کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہیں کیا۔ اس مقصد کی خاطر انہوں نے ہر پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اسی لئے ائمہ اطہار علیہم السلام راہ حق میں صبر و استقامت کا نمونہ بن کر سامنے آئے اور راہ فضیلت پر چلنے والوں کے لئے اسوہ بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ عارف اور خدا کی تلاش میں رہنے والے انسان زیارت جامعہ جیسی روح بخش زیارت کے اس جملے کو خلوت و جلوت میں اپنی زبان پر جاری رکھتے ہیں کہ: **اشہد انکم قد وفیتم بعہد اللہ و ذمتہ و لكل ما اشترط علیکم فی کتابہ و دعوتہ الی سبیلہ و اتخذتم طاقتکم فی مرضاتہ و حملتم الخلائق علی منہج النبوة۔** (میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ائمہ اہلبیت علیہم السلام) نے خدا کے ساتھ اپنے عہد و ذمہ کو پورا کیا اور جو کچھ اس نے اپنی کتاب میں آپ کے ساتھ شرط کیا تھا اسے بہترین طور پر انجام دیا۔ لوگوں کو راہ خدا کی طرف دعوت دی اور اپنی تمام توانائیوں کو رضائے الہی کے حصول میں استعمال کیا اور مخلوقات کی سنتِ رسولہ کی جانب رہنمائی فرمائی)۔

شیعیانِ حیدرِ کرارؑ کے ساتویں امام، حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ صفر سن ۱۲۸ ہجری کو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک گاؤں، ابوائ میں دنیا میں تشریف لائے۔ آپؑ نے بھی تمام ائمہ معصومین کی طرح اپنی امامت کے ۳۵ برسوں کے دوران دین اسلام کے احیاء اور الہی اقدار کے فروغ کے لئے ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور راہ اسلام میں صبر و استقامت کو عملی جامہ پہنایا۔ آپؑ کا دورِ امامت چار ظالم عباسی خلفائے کے ساتھ رہا یعنی منصور، مہدی، ہادی اور ہارون الرشید)۔ آپؑ نے اس مقصد کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کی اور فضیلتوں کے دفاع اور اخلاقی اور اجتماعی برائیوں کے مقابلے کے لئے استقامت اور پائنداری کو پورے طور پر مجسم کیا۔ ہم آپؑ کی زیارت میں پڑھتے ہیں: **اشہد انک... صبرت علی الاذی فی جنب اللہ و جاهدت فی اللہ حق جہادہ۔** (میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے ... راہ خدا میں ہر تکلیف و اذیت پر صبر کیا اور راہ خدا میں اس طرح جدوجہد کی جیسا کہ اس کا حق تھا)۔ آپؑ نے عباسی خلفائے اور خصوصاً ہارون رشید کے بے رحمانہ اور ناقابلِ برداشت مظالم کا صبر و استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا اور ۲۵ رجب ۱۸۳ ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہو کر معبود حقیقی کی بارگاہ میں تشریف لے گئے۔ آپؑ کے لئے مخصوص صلوات میں آیا ہے:

اللہم صل علی موسیٰ بن جعفر و صیِّ الابرار و امام الاخیار... و مآلف البلوی و الصبر و المضطہد بالظلم و المحبور بالجور و المعذب فی قعر السجون و ظلم القطامیر ذی الساق المرضوض بحلق القيود۔ (خدایا موسیٰ ابن جعفر پر درود نازل فرما! جو نیک لوگوں کے جانشین اور اچھے لوگوں کے امام تھے... جو بلاؤں اور صبر سے واقف، ظلم و ستم کا شکار، قیدخانوں اور تنگ و تاریک کمروں میں اذیتیں اٹھانے والے، ورم زدہ اور زخمی پیروں اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔)

زیرِ نظر مقالہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صبر و استقامت، عزم و قاطعیت، پہاڑوں جیسی سختی و

سربلندی اور ظالم دشمنوں کے سامنے صراحت کے ساتھ دیئے گئے پیغامات اور جدوجہد کے چند اوراق ہیں۔

معرفت و جہاد کا سنگم:

بے شک عقیدہ کی خاطر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کے لئے ایک طاقتور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کا درس یہ ہے کہ ہر حقیقت طلب انسان کے لئے بہترین سہارا پروردگار پر بھروسہ ہے۔ اور حصولِ معرفت اور قربِ پروردگار کے لئے مختصر ترین اور نزدیک ترین راستہ عبادت اور معنویت (روحانیت) کی طرف توجہ ہے۔ چنانچہ پروردگارِ عالم کا ارشادِ رہنما ہے: **و استعینوا بالصبر و الصلوة**۔ یعنی نماز اور صبر سے مدد طلب کرو۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام باطل کی بھرپور طاقت کے مقابلے میں اسی رہنمائی کی پیروی کرتے ہوئے صبر و بردباری اور نماز و عبادت سے استعانت کرتے تھے:

”كان يُحیی اللیل بالسهر السحر بمواصلۃ الاستغفار حلیف السجدة الطویلة و الدموع الغزيرة و المناجات الكثيرة و الضراعات المتصلة۔“

آپ راتوں کو سحر تک بیدار رہتے اور آپ کی شب زندہ داری ہمیشہ استغفار، طویل سجدوں، بہتے آنسوؤں، کثرتِ مناجات اور دورانِ عبادت مسلسل گریہ و زاری کے ساتھ ہوا کرتی۔

ظالم بادشاہوں کا عزم و حوصلے کے ساتھ سامنا کرنا:

جیسا کہ اولیائِ اللہ کو خدا کی امداد پر پورا یقین ہوتا ہے، اس لئے وہ دنیا پرستوں اور ظالم طاغوتوں کے سامنے بے خوف و خطر اور پوری قاطعیت اور صراحت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور سرمایہ ایمان کی موجودگی میں خدا کے سوا کسی طاقت سے نہیں گھبراتے کہ: **فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا و لا رھقاً**۔ (جو اپنے پروردگار پر ایمان رکھے وہ نہ کسی نقصان سے ڈرتا ہے اور نہ کسی ظلم (اور ظالم) سے گھبراتا ہے)۔ ساتویں امامؑ ایسے اولیائِ اللہ میں ایک روشن نمونہ ہیں۔ اب ہم اس حوالے سے بعض واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں:

الف: مہدی عباسی سے مکالمہ:

تیسرے عباسی خلیفہ، مہدی نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اعلان کیا کہ حکومت پر جس کسی کا کوئی حق ہو وہ اپنا حق لے سکتا ہے۔ اس نے بظاہر لوگوں کے حقوق ادا کرنا شروع کر دیئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے بھی اپنے حق کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر خلیفہ مہدی عباسی اور امامؑ کے درمیان یہ مکالمہ ہوا:

خلیفہ: آپ کا حق کیا ہے؟

امامؑ: فدک۔

خلیفہ: فدک کی حدود معین کر دیں تاکہ میں آپ کو واپس کر دوں۔

امامؑ: اس کی پہلی حد کوہِ احد، دوسری حد مصر کا عریش، تیسری حد سیف البحر (دریائے خزر) اور چوتھی حد دومة الجندل (عراق) ہے۔

خلیفہ: یہ سب؟!

امامؑ: ہاں۔

خلیفہ کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا اور وہ چلایا: یہ بہت زیادہ ہے۔ ہمیں سوچنا پڑے گا۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے دراصل اسے یہ سمجھا دیا کہ حکومت امامؑ کا حق ہے اور دنیاۓ اسلام کی حکومت کی باگ ڈور اہلبیت علیہم السلام کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔

ب: دلوں پر حکومت:

ایک دن خانہ کعبہ کے نزدیک ہارون الرشید نے امام کاظمؑ سے ملاقات کی اور دورانِ گفتگو امامؑ سے کہا: ”کیا آپ ہی وہ ہیں جن سے لوگ خفیہ طور پر بیعت کرتے ہیں اور آپ کو اپنا رہبر قرار دیتے ہیں؟“
امامؑ نے کمالِ شجاعت سے فرمایا: انا امام القلوب و انت امام الجسوم۔ میں دلوں پر حکومت کرتا ہوں اور تم جسموں پر۔

ج: متکبروں کو تنبیہ:

ہارون الرشید ایک ظالم اور متکبر بادشاہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو ہر چیز اور ہر ایک سے بالاتر سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کی وسعت پر فخر و مباہات کرتے ہوئے بزعمِ خویش بادلوں سے بھی کہا کرتا تھا کہ: اے بادلو! مشرق و مغرب میں جہاں چاہو برس جاؤ کہ جہاں تمہارے قطرات گریں گے، وہ میری ہی سرزمین ہوگی اور اس زمین کا خراج مجھ تک ہی پہنچے گا۔

ایک مرتبہ امام کاظمؑ ہارون کے محل میں تشریف لے گئے۔ ہارون نے پوچھا: یہ دنیا کیا ہے؟
فرمایا: یہ فاسقوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس کے بعد سورہ اعراف کی آیت ۱۴۶ کی تلاوت کر کے ہارون کو خبردار کیا کہ:
ساصِرِفٍ عَنْ أَيَاتِي الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ان يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَ ان يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَ ان يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا۔ ترجمہ : میں عنقریب اپنی آیتوں کی طرف سے ان لوگوں کو پھیردوں گا جو روئے زمین میں ناحق اکڑتے پھرتے ہیں اور یہ کسی بھی نشانی کو دیکھ لیں ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں گے اور گمراہی کا راستہ دیکھیں گے تو اسے فوراً اختیار کر لیں گے۔

ہارون نے پوچھا: دنیا کس کا گھر ہے؟

فرمایا: دنیا ہمارے شیعوں کے لئے جائے سکون اور دوسروں کے لئے آزمائش ہے۔

اس گفتگو کے آخر میں ہارون نے تنگ آکر پوچھا: کیا ہم کافر ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن ایسے ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كَفْرًا وَ احْتَلُوا دَارَ الْبَوَارِ۔ ترجمہ : کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفرانِ نعمت سے تبدیل کر دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کی منزل تک پہنچا دیا۔

د: سلام ہو آپ پر اے بابا!

ہارون الرشید ایک مرتبہ مدینہ آیا اور ایک بڑی تعداد میں لوگوں کے ساتھ حرمِ نبوی میں پہنچا۔ اس نے قبرِ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر بڑے فخر کے ساتھ اس طرح سے سلام کیا: السلام علیک یا بنِ عمّ۔ (یعنی اے میرے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہو)۔ اس موقع پر امام کاظمؑ بھی وہاں موجود تھے، آپؑ نزدیک تشریف لائے اور غاصب

خليفة كو اس كى اوقات ياد دلانے كے لئے اس طرح سے سلام كيا: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا آبه۔ (يعنى سلام هو آپ پر اے الله كے رسول! سلام هو آپ پر اے بابا)۔ ٲارون يه سن كر سخت ناراض هوا اور دنيا اس كى نظروں ميں تاريك هوگئى، كيونكه امامؑ نے اس طرح سے جانشيني رسولؐ كے لئے اپنے حق كو اور ٲارون رشيد كى نالائقى كو ثابت كر ديا تها۔

ه: قيدخانه سے ايك خط:

امام موسى كاظمؑ اگرچه طويل مدت تك ٲارون رشيد كى ظالم حكومت ميں مختلف قيدخانوں ميں اسير رهے اور شقى ترين اٲلكاروں كے ٲاتھوں دٲشت ناك ترين اذيتيں برداشت كيں، اس كے باوجود حق گوئى اور حقائق الهى كے فروغ سے ايك لمحہ بهى دور نہ رهے۔

آپؑ نے مناسب موقعوں پر دنياپرست حكمرانوں كے كانوں تك اپنى آنكھيں كھول دينے والى ٲاتيں ٲهنچائين اور اس طرح اسلامى معاشرے ميں اپنا اٲم كردار ادا كيا۔ امامؑ نے ٲارون كے قيدخانه سے ايك انقلابى خط ٲارون كو ارسال كيا جس ميں تحرير فرمايا:

”اے ٲارون! مجھ پر كوئى سخت اور مشكل دن نهين گذرتا مگر يه كه تيرا ايك آرام و سكون كا دن كم هو جاتا هے۔ جان لو كه هم دونوں ايك ايسے دن كى جانب رواں دواں ٲيں كه جس كى كوئى انتها نهين۔ اور اس دن مفسد اور ظالم لوگ خسارے ميں اور به بس هوں گے۔“

يه سوال ٲيدا هوسكتا هے كه امام كاظمؑ ان سخت حالات ميں كس طرح سے اپنے خطوط اور اپنا كلام دوسروں تك ٲهنچايا كرتے تھے؟

اس زمانے كے تاريخى حالات كا جائزه يه ٲتاتا هے كه آپؑ كے قيدخانه كے داروغه اور دوسرے اٲلكار آپؑ كے ساتھ مختصر ملاقات كے بعد آپؑ كى حقيقت اور معنويت سے واقف هو جاتے اور آپؑ كے معتقد بن جاتے تھے۔ اسى وجه سے آپؑ كے كلمات، خطوط، افكار اور سيرت و كردار اور نظريات تاريخ سے اوجهل نہ رهے۔